رفیع اللہ

موسیقی کی شرعی حیثیت

موسیقی کے متعلق ہمارے معاشرہ میں عجیب غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ بعض لوگ اسے شجرِ ممنوعہ سمجھتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو موسیقی کے نام سے عریانی، فحاشی، اور بے حیائی کو فروغ دے رہے ہیں۔ پہلا طبقہ اپنے آپ کو شریعت کا علمبردار کہتا ہے اس لیے اس کے نظریات کو خدا اور رسولؐ کے احکام تصور کیا جاتا ہے اور دوسرا طبقہ اپنے آپ کو آرٹ کا سرپرست کہتا ہے اس لیے اس کے خیالات کو آرٹ کا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں یہ ضروری ہے کہ موسیقی کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جائے تاکہ افراط اور تفریط کے امتیازی خطوط نمایاں ہوجائیں اور لوگ صحیح رائے قائم کرسکیں۔

موسیقی کی حرمت کے دلائل اور ان کا تجزیہ

ہم اس سلسلہ میں سب سے پہلے ان دلائل کو لیں گے جنھیں وہ لوگ جو موسیقی کی حرمت کے قائل ہیں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم ان روایات سے متعلق ائمہ و علماء کے اقوال بھی نقل کرتے جائیں گے تاکہ ان دلائل کا بخوبی تجزیہ ہوجائے۔

عن عبد الرحمٰن بن غنم قال حدثنی ابو عامر او ابو مالک الاشعری سمع النبیؐ لیکونن من امتی قوم یستحلون الخز والحریر والخمر والمعازف اخرجہ البخاری و فی لفظ لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونہا بغیر اسمہا یعزف علی رؤسہم بالمعازف

عبد الرحمٰن بن غنم سے روایت ہے کہ مجھے ابو عامر یا ابو مالک نے بتایا کہ نبی صلعم نے فرمایا یقیناً میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ یہ بخاری کی روایت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میری امت کے لوگ شراب پئیں گے اور اس

ولمغنیات یخسف اللہ بہم الارض ویجعل منہم القردۃ والخنازیر۔ رواہ ابن ماجہ(۱)

کا نام کچھ اور رکھ دیں گے۔ ان کے سامنے گایا بجایا جائے گا اللہ زمین میں دھنسا کر انھیں بندر اور سؤر بنا دے گا اسے ابن ماجہ نے روایت کیا

بخاری کی پوری روایت یوں ہے

لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم تروح علیہم سارحۃ لہم فیاتیہم رجل لحاجۃ فیقولون ارجع الینا غدا فیبیتہم اللہ ویضع ویمسخ آخرین قردۃ خنازیر الی یوم القیامۃ۔

میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہو کر رہیں گے جو زنا، ریشم شراب اور باجوں کو حلال سمجھیں گے۔ کچھ لوگ ایک پہاڑ کے دامن میں اتر یں گے جہاں مویشی چر کر شام کو آئیں گے ان کے پاس ایک آدمی اپنی کسی ضرورت کے لیے آئے گا وہ اسے کہیں گے آج چلا جا کل ہمارے پاس آنا۔ پھر اللہ تعالیٰ انھیں شب کو سلا دے گا اور پہاڑ کو وہاں سے ہٹا دے گا اور دوسروں کو مسخ کرکے قیامت تک کے لیے سؤر اور بندر بنا دے گا۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی اسناد میں ایک راوی صدقہ بن خالد ہے۔ ابن جنید نے اس کے متعلق یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا ہے "کہ وہ کوئی چیز نہیں"۔ مزی نے احمد کا یہ قول نقل کیا کہ "وہ صحیح روایت نہیں کرتا"۔ دوسرے یہ روایت سند اور متن کے اعتبار سے مضطرب ہے۔ سند کا اضطراب یہ ہے کہ راوی کو صحابی کا نام یاد نہیں۔ اسے شک ہے کہ یہ روایت ابو عامر سے ہے یا ابو مالک اشعری سے۔ اور متن کا اضطراب یہ ہے کہ کہیں "یستحلون" کے الفاظ ہیں اور کہیں کچھ اور(۲)۔ ان چیزوں سے قطع نظر ذرا روایت کے اگلے حصہ پر بھی غور کیجیے جس میں کہا گیا ہے کہ "ایک قوم پہاڑ کے دامن میں آئے گی ان کے مویشی چر کر واپس آئیں گے۔ ایک

---

(۱) نیل الاوطار۔ ج ۸، باب "ما جاء فی آلۃ اللھو" ص ۹۶ (۲) نیل الاوطار، ج ۸، ص ۱۰۲

آدمی ان کے پاس کوئی حاجت سے کر آئے گا۔ وہ کہیں گے کل آنا۔ پھر وہ سو جائیں گے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے گا اور دوسرے قیامت تک کے لیے سوئر اور بندر بنا دیے جائیں گے۔"

اگر فی الواقع موسیقی اس حد تک حرام تھی تو اس کے بعد کے تمام واقعات کو پورا ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ کونسا پہاڑ ہے جو اپنی جگہ سے ٹل گیا اور وہ کون سے لوگ تھے جو سؤر اور بندر بن گئے۔ اگر ان کی تاویلیں کی جائیں تو موسیقی کی حرمت کی تاویل بھی کی جا سکتی ہے۔ نہیں تو روایت بالبداہت غلط تسلیم کی جانی چاہیے۔

اگر اس روایت کو بالکل صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی موسیقی کی حرمت لازم نہیں آتی۔ کیونکہ موسیقی کے ساتھ شراب کا ذکر آیا ہے۔ پس موسیقی فی نفسہٖ حرام نہ ہوگی بلکہ اس کی حرمت شراب کی حرمت کے تابع ہوگی۔ جس طرح ہم کہتے ہیں" فلاں آدمی شراب و کباب میں اپنی زندگی تباہ کر رہا ہے۔" اس فقرہ میں شراب کی برائی تو عیاں ہے لیکن کباب بذاتِ خود کوئی حرام چیز نہیں۔ ہاں جب اس کا ذکر شراب کے ساتھ آتا ہے تو اسے برا سمجھا جاتا ہے۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

یحتمل ان تکون المعازف المنصوص علی تحریمها هی المقترنة بشرب الخمر کما ثبت بروایة فی لفظ" یشربن الناس من امتی الخمر تروح علیهم القیان وتغدو علیهم المعازف"۔[1]

ہو سکتا ہے کہ جن باجوں کو حرام کیا گیا وہ وہی باجے ہوں جو شراب نوشی کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ" میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے شام کو ان کے پاس گانے والی لونڈیاں آئیں گی اور دن کو باجے بجیں گے۔

نواب صدیق حسن خاں بھی یہی کہتے ہیں:

اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ نبی صلعم دف بجانے پر خاموش رہے۔ خود اسے سنا اور

---

(۱) نیل الاوطار، ج ۸، ص ۱۰۳

منع نہ فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پس حدیث زیر بحث میں اس رد کا احتمال موجود ہے کہ جن باجوں کو حرام کیا گیا ہے یہ وہی باجے ہیں جو شراب نوشی سے پیوستہ ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے

یشربن من امتی الخمر تروح علیہ القیان و تغدو علیھم المعازف	میری امت میں کچھ لوگ شراب پیئیں گے۔ شام کو ان کے پاس گانے والے غلام لونڈیاں آئیں گے اور ان کو باجے بجیں گے۔"

اس روایت میں اس کا احتمال بھی موجود ہے کہ اس سے مراد مجموعہ پر حکم لگانا ہو پس جو حکم مجموعہ پر ہوگا وہ الگ الگ ہر چیز پر نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مسلمہ اصول ہے کہ چند ترتیب وار بیان کردہ چیزوں کی مجموعی وعید اس مجموعہ کی کسی ایک چیز کی وعید کی دلیل نہیں ہوگی۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت قرآن کی یہ آیات ہیں:

خذوہ فغلوہ ○ ثم الجحیم صلوہ ○ ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ ○ انہ کان لایؤمن باللہ العظیم ○ ولا یحض علیٰ طعام المسکین ○ (اسے پکڑ کر گلے میں طوق ڈالو۔ پھر اسے جہنم میں لے جاؤ۔ پھر ستر گز کے حلقہ والی زنجیر میں اسے جکڑ دو یہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا اور مسکین کو کھلانے پر کسی کو ترغیب نہیں دیتا تھا۔

یہاں بلاشبہ اس وعید شدید کا سبب محض "مسکین کو کھلانے پر ترغیب نہ دینا" نہیں ہے اور نہ مسکین کو کھلانے کی ترغیب نہ دینا کوئی حرام فعل ہے۔"(۱)

اصل یہ ہے کہ اس روایت میں دو حرام چیزوں یعنی زنا اور شراب کا ذکر ہے اور دو ایسی چیزوں کا جو بعض مواقع پر حلال اور بعض مواقع پر حرام ہیں۔ یعنی ریشم اور باجے۔ ریشم کے متعلق ایک روایت نقل کر کے داؤدی لکھتے ہیں:

---

(۱) دلیل الطالب علیٰ ارجح المطالب۔

"لیس بمحفوظ لان کثیرا من الصحابۃ لبسوہ" [1] یہ روایت محفوظ نہیں کیونکہ بہت سے صحابہ ریشم پہنتے تھے۔

اس کے بعد علامہ شوکانی نے ابن العربی کا یہ قول نقل کیا ہے:

"فالاقوی حلہ فلیس فیہ وعید ولا عقوبۃ بالاجماع" ریشم کی حلت کا قول قوی ہے اور اسے پہننے میں نہ وعید ہے نہ سزا اسی پر اجماع ہے۔[2]

بعض حالات میں ریشم پہننے کی رخصت تو عام طور پر ثابت ہے

رخص رسول اللہ صلعم للزبیر وعبد الرحمٰن بن عوف فی لبس الحریر لحکۃ بہما [3]

نبی صلعم نے زبیر اور عبد الرحمٰن بن عوف کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی کیونکہ ان دونوں کو خارش تھی۔

تھوڑے سے ریشم کے لیے تو عام اجازت ہے

نہی النبی صلعم عن لبس الحریر الا فی موضع اصبعین او ثلث او اربع [4]

نبی صلعم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا البتہ دو سے چار انگل تک ریشم کا استعمال جائز ہے۔

اب ایک روایت کو لیجیے جسے حرمت کے قائلین اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر ان النبی صلعم قال ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ والغبیراء وکل مسکر حرام رواہ احمد وابوداؤد وفی لفظ: ان اللہ حرم علی امتی الخمر والمیسر والمزر والکوبۃ والقنین ۔ رواہ احمد۔

عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اللہ نے شراب، جوا، طبل اور طنبورہ حرام ٹھہرایا ہے اور تمام نشہ والی چیزیں حرام ہیں۔ اسے احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اللہ نے میری امت پر شراب، جوا، جو کی نبیذ، ڈھول

---

(۱) نیل الاوطار، ج ۸، ص ۹۷ (۲) ایضاً (۳) رواہ الستۃ

(۴) رواہ الستۃ

کے جواریوں کی بساط یا حبشیوں کا طنبورا اور طبل حرام کیا ہے۔ اسے احمد نے روایت کیا۔

اس روایت کا بھی چند طریقوں سے جواب دیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلے اس کی اسناد کو لیجئے۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں

سکت عنہ الحافظ فی التلخیص وفی اسنادہ الولید بن عبدۃ الراوی لہ عن ابن عمر قال ابو حاتم الرازی ہو مجہول وقال المنذری ان الحدیث معلول[1]۔

حافظ نے تلخیص میں اس روایت کے متعلق سکوت اختیار کیا اور اس کی اسناد میں الولید بن عبدہ ایک راوی ہے جو ابن عمر سے روایت کرتا ہے۔ ابو حاتم الرازی نے کہا کہ وہ مجہول الحال ہے منذری نے کہا یہ حدیث معلول ہے۔

اس روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ لازم نہیں آتا کہ موسیقی بذات خود حرام ہے کیونکہ یہاں بھی پچھلی روایات کی طرح موسیقی کو شراب وغیرہ جیسی حرام چیزوں کے مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے پس اس کا حکم موسیقی پر مرتب نہ ہوگا کیونکہ مباح اگر حرام کی تمہید بن جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔

بعض حضرات نے غناو مزامیر کی حرمت میں اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے:

قال صلعم ان اللہ عزوجل بعثنی رحمۃ وہدی للعلمین وامرنی ان امحق المزامیر والکفارات یعنی البرابط والمعازف والاوثان التی کانت تعبد فی الجاہلیۃ[2]۔

نبی صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے عالم کے لیے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں سازوں اور کفاروں یعنی بربطوں اور باجوں اور جاہلیت میں پوجے جانے والے بتوں کو توڑ دوں۔

---

(۱) نیل الاوطار، ج ۸، ص ۹۰ (۲) مسند احمد

یہ روایت مشکوٰۃ میں بھی ہے اور دارقطنی سے اختلاف کے ساتھ یہی روایت ابوداؤد طیالسی نے بھی نقل کی ہے۔ روایت میں ایک شخص علی بن یزید ہے ابن حجر نے اسے ضعیف کہا ہے۔[1] تہذیب التہذیب میں ہے کہ:

قال حرب عن احمد ہو دمشقی کانہ ضعفہ[2]	حرب نے کہا وہ دمشقی ہی تو ہے" اور انھوں نے اس انداز سے یہ فقرہ کہا جیسے وہ اسے ضعیف بتا رہے ہوں۔

اسی کتاب میں ایک اور قول بھی ہے:

قال یحییٰ بن معین علی بن یزید داہی الحدیث کثیر المنکرات[3]	یحییٰ بن معین نے کہا "علی بن یزید کی حدیث ناقابل اعتبار ہے۔ وہ اکثر منکر حدیثیں بیان کرتا ہے۔

امام بخاری کا قول بھی سن لیجیے:

قال البخاری منکر الحدیث ضعیف[4]	امام بخاری نے کہا وہ منکر الحدیث اور ضعیف ہے

امام ترمذی کا قول بھی نقل کیا گیا ہے:

قال الترمذی ضعیف فی الحدیث[5]	ترمذی نے کہا وہ حدیث میں ضعیف ہے

امام نسائی نے کہا:

لیس بثقۃ[6]	وہ ثقہ نہیں

ابن حجر کہتے ہیں "یہ روایت ضعیف ہے"[7]

یہ تو تھا علی بن یزید کا حال اب اس روایت کے ایک راوی فرج بن فضالہ کی حالت سنیے:

(۱) تقریب التہذیب (۲) تہذیب التہذیب (۳) ایضاً (۴) ایضاً (۵) ایضاً
(۶) ایضاً (۷) کف الرعاع

قال بن ابی خیثمہ عن ابن معین ضعیف الحدیث[1] — ابن ابی خیثمہ نے ابن معین کا قول بیان کیا کہ وہ اسے ضعیف الحدیث کہتے ہیں۔

قال البخاری و مسلم منکر الحدیث[2] — بخاری و مسلم نے اسے منکر الحدیث کہا

و قال النسائی ضعیف[3] — نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے

خود ہی سوچیے کہ جس روایت میں ایک نہیں بلکہ دو راوی ضعیف ہوں اسے دلیل بنا کہ موسیقی کی حرمت کا فتویٰ دینا کس حد تک درست ہے۔ اور آگے بڑھیے اس روایت کا ایک راوی عبیداللہ بن زحر ہے جو علی بن یزید سے روایت کرتا ہے۔ اس کی حالت یہ ہے کہ:

قال ابو مسہر انہ صاحب کل معضلۃ و قال بن معین ضعیف و قال مرۃ لیس بشی و قال ابن المدینی منکر الحدیث و قال الدار قطنی لیس بالقوی و قال ابن حبان روی موضوعات عن الاثبات و اذا روی عن علی بن یزید اتی بالطامات[4]۔

ابو مسہر نے کہا کہ اس کی تمام روایتیں معضل ہوتی ہیں ابن معین نے کہا وہ ضعیف ہے اور ایک مرتبہ کہا کہ وہ کوئی چیز نہیں۔ ابن المدینی اسے منکر الحدیث کہتے ہیں دارقطنی نے کہا وہ قوی نہیں اور ابن حبان نے کہا کہ وہ ثقہ آدمیوں کا نام لے کر موضوع حدیثیں روایت کرتا تھا اور جب وہ علی بن یزید سے روایت کرتا تھا تو وہ اور زیادہ موضوع ہوتی ہیں۔

یہ روایت بھی دلیل میں پیش کی جاتی ہے:

الغناء ینبت النفاق فی القلب — گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے

بعض نے اسے رسولِ خدا تک مرفوع کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے۔

---

(۱) تہذیب التہذیب (۲) ایضاً (۳) ایضاً (۴) نیل الاوطار، ج ۸، ص ۹۹، ۱۰۰

احیاء علوم الدین کے مشہور شارح سید مرتضیٰ زبیدی اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بعض لوگوں نے اس روایت کو نبی صلعم کا قول قرار دیا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ ابو داؤد نے جس سند سے یہ روایت بیان کی ہے اس میں ایک شخص ایسا بھی ہے جس کا نام تک نہیں لیا گیا۔ بیہقی نے اسے مرفوعاً اور موقوفاً روایت کیا ہے یعنی ایک روایت میں اسے رسول صلعم کا قول بتایا ہے اور دوسری روایت میں صحابی کا۔ میں کہتا ہوں کہ اسے مختلف طریقوں سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے لیکن یہ تمام طریقے ضعیف ہیں۔ بیہقی کہتے ہیں کہ یہ ابن مسعود کا قول ہے نبی صلعم کا قول نہیں۔ نیز اس کے طرق میں بعض راوی مجہول الحال ہیں۔ امام نووی کہتے ہیں کہ اس کے ضعف پر اتفاق ہے۔ زرکشی کا بھی یہی خیال ہے۔ ابن طاہر کہتے ہیں کہ اسے ثقہ لوگوں (شعبہ عن مغیرہ عن ابراہیم) نے روایت کیا ہے اور ابراہیم سے آگے کسی کا نام نہیں لیا۔ لہذا یہ ابراہیم کا قول ہے۔ ابن ابی الدنیا ملاہی کی مذمت کے سلسلہ میں اسی روایت کو نقل کرکے لکھتے ہیں کہ یہ ابراہیم کا قول نہیں بلکہ بات یوں ہے کہ ابراہیم کہتے تھے کہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ "گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔" میں کہتا ہوں یہ نہ تو ابراہیم کا قول ہے اور نہ کسی ایسے آدمی کا جس سے ابن ابی الدنیا نے مرفوعاً روایت کیا ہو۔ ابن عدی اور دیلمی نے ابوہریرہؓ سے اور بیہقی نے جابرؓ سے یہ مضمون یوں روایت کیا ہے کہ گانا قلب میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی پیدا کرتا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی علی بن حماد ہے جسے دار قطنی نے متروک قرار دیا ہے۔ دوسرا راوی ابن ابی رواد ہے جسے ابوحاتم نے منکر الحدیث کہا ہے۔ ابن جنید کہتے ہیں کہ "ابن ابی رواد تو ایک ٹکے کا بھی نہیں اور ابراہیم بن طہمان مختلف فیہ ہے۔"(۱)

(۱) شرح احیاء علوم الدین ج ۶، ص ۴۶۶

ابوطالب مکی بھی اسے ابراہیم کا قول قرار دیتے ہیں :

ان حماد روی عن ابراہیم الغنا ینبت النفاق فی القلب [1] ۔	حماد نے ابراہیم کی زبانی بیان کیا کہ گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے ۔

ابن طاہر کہتے ہیں :

اصح الاسانید فی ذلک من قول ابراہیم [2]	صحیح ترین سند سے جو بات ثابت ہے وہ یہی ہے کہ یہ ابراہیم کا قول ہے

امام سخاوی فرماتے ہیں :

لا یصح کما قالہ النووی [3]	نووی کے قول کے مطابق یہ روایت صحیح نہیں ۔

قائلین حرمت ترمذی کی اس روایت سے بھی استدلال کرتے ہیں :

فانہ علیہ السلام نہی عن الصوتین الاحمقین النائحۃ المغنیہ	نبی صلعم نے دو احمق آوازوں سے منع فرمایا ہے ایک نوحہ کرنے والی دوسری گانے والی

صاحب ہدایہ نے کتاب الشہادۃ، کتاب الاجارہ، کتاب الضمان والغصب اور کتاب الکراہیہ میں موسیقی کی حرمت کا تذکرہ کیا ہے ۔ لیکن کسی جگہ کوئی صحیح یا حسن حدیث ثبوت میں پیش نہیں کی ۔ صرف کتاب الشہادۃ میں ترمذی کی مذکورہ بالا حدیث نقل کی ہے ۔ اس حدیث کے محدثین کا فیصلہ سنیے :

قال النووی فی الخلاصہ ومحمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف ولعلہ اعتضد [4]	امام نووی نے خلاصہ میں کہا کہ اس کا راوی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ ضعیف ہے ممکن ہے کوئی دوسری روایت اس کی معاضد ہو ۔

---

(۱) قوت القلوب ص ۹۲ (۲) التلخیص الجبیر ص ۴۰۸ (۳) مقاصد حسنہ، ص ۱۲۹
(۴) نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی المحدث الحنفی، ص ۲۱۱

سید مرتضیٰ زبیدی کہتے ہیں "اسی طرح کی دوسری روایات میں بھی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ موجود ہے جو فقیہ و قاضی ہونے کے باوجود روایت حدیث میں ضعیف ہے"[1]۔

مشہور محدث کمال الدین ادفوی کہتے ہیں:

"ان محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قد انکر علیہ ہذا الحدیث وضعف لاجلہ وقال ابن حبان انہ کان ردی الحفظ کثیر الوہم فاحش الخطاء استحق الترک لو ترک احمد وقال انہ سیئ الحفظ مضطرب الحدیث"[2]۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی اس حدیث کا انکار کیا گیا ہے اور اسے ضعیف کہا گیا ہے ابن حبان کہتے ہیں اس کا حافظہ بہت ردی تھا۔ وہم بہت ہوتا تھا فاحش غلطیاں کرتا تھا۔ وہ اس کا مستحق ہے کہ اسے ترک کر دیا جائے اسی لیے احمد بن حنبل نے انھیں ترک کیا اور کہا کہ اس کا حافظہ ناقابل اعتبار ہے اور اس کی حدیثیں مضطرب ہوتی ہیں۔

حرمت موسیقی پر کوئی روایت صحیح نہیں

طوالت کے خوف سے ہم باقی تمام روایات کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے متعلق محدثین و فضلاء کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ علامہ شوکانی کہتے ہیں

"وقد وضع جماعۃ من اہل العلم فی ذلک مصنفات ولکنہ ضعفہا جمیعا بعض اہل العلم حتی قال ابن حزم انہ لا یصح فی الباب حدیث ابدا وکل ما فیہ فموضوع"[3]۔

اہل علم کی ایک جماعت نے حرمت سماع پر تصانیف کی ہیں لیکن دوسرے اہل علم نے ان کی تضعیف کی ہے حتیٰ کہ ابن حزم کہتے ہیں کہ حرمت سماع کے متعلق ایک حدیث بھی صحیح نہیں اس بارے میں جو کچھ بھی ہے وہ سب موضوع ہے۔

علامہ شوکانی کی ایک اور کتاب ہے "ابطال دعویٰ الاجماع فی تحریم مطلق السماع"

---

(۱) تحفۃ المحبین لسید مرتضیٰ زبیدی حنفی (۲) امتاع ص ۲۸ حدیث خامس (۳) نیل الاوطار ج ۸ ص ۱۰۰

ہے۔ کتاب کے نام سے ہی اس کا مضمون ظاہر ہے۔ اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

"سماع و مزامیر کی حرمت کے متعلق بہت سی روایات ہیں جن کو بعض علماء مثلاً ابن حزم، ابن طاہر، ابن ابی الدنیا، ابن حمدان اربلی اور ذہبی وغیرہم نے اپنی کتابوں میں یکجا کیا ہے ان میں زیادہ تر روایات وہ ہیں جو آمدت لہو کی ممانعت سے متعلق ہیں ان تمام احادیث کا جواب ان علماء نے دیا ہے جو غناء کو جائز کہتے ہیں چنانچہ کمال الدین ادفوی اپنی کتاب الامتاع میں کہتے ہیں کہ ظاہریہ، مالکیہ، حنابلہ، شافعیہ ہر ایک میں سے ایک جماعت نے ان تمام احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے جو حرمت غنا کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ ان روایات کو ائمہ اربعہ، داؤد ظاہری اور سفیان ثوری میں سے کسی نے حجت تسلیم نہیں کیا۔ حالانکہ یہ لوگ مجتہدین کے سرخیل ہیں۔ اور ان کے مذاہب کے بے شمار پیرو موجود ہیں۔ ابوبکر بن العربی نے بھی اپنی کتاب احکام الاحادیث میں ان روایات کا ذکر کر کے انھیں ضعیف قرار دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ غنا اور مزامیر کی حرمت کے متعلق جس قدر روایات ہیں ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ ابن طاہر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ان روایات کا ایک لفظ بھی صحیح نہیں۔ علاء الدین قونوی اپنی "شرح تعرف" میں ابن حزم کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس بارہ میں کوئی حدیث بھی صحیح نہیں۔ اگر کوئی حدیث صحیح ہوتی تو ہم سب سے پہلے اسی کو مانتے لیکن حالت یہ ہے کہ اس بارے میں جتنی روایات موجود ہیں وہ سب کی سب موضوع ہیں پھر ابن حزم نے اس بات پر قسم بھی کھائی"۔[1]

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں:

"مغرب کے مفتی علامہ ابوالقاسم عیسیٰ بن نوجی سنوجی مالکی رسالۂ ابو زید کی شرح میں علامہ فاکہانی کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ مجھے گانے بجانے کی حرمت کے متعلق نہ تو قرآن

---

(۱) ابطال دعوی الاجماع فی تحریم مطلق السماع ص ۴۰، ۴۱

میں کوئی نص ملی نہ سنت رسولؐ میں کوئی صحیح و صریح اور قطعی حدیث نظر آئی (۱)۔"

اسی طرح سید جمال الدین محدث حنفی، فخر الدین زرادی حنفی اور علامہ مصطفیٰ تھانیسری حنفی نے غنا اور مزامیر کے جواز پر مستقل رسالے لکھے ہیں اور حرمت موسیقی کی تمام روایات کو ساقط الاعتبار قرار دیا ہے (۲)۔ علامہ جمال الدین لکھتے ہیں :

"چند احادیث ایسی ہیں جن سے فقہاء سماع کی حرمت کی دلیل لاتے ہیں مثلاً "استماع الملاہی حرام والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر" (موسیقی سننا حرام ہے، اس کی مجلس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف لینا کفر ہے)۔ یا "مامن رجل یسمع الملاہی الا بعث اللہ علی منکبیہ شیطانین یضربان باعقابہما علی صدرہ حتی یمسک (جو آدمی بھی موسیقی سنتا ہے اللہ اس کے دونوں کندھوں پر دو شیطان بٹھا دیتا ہے جو اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ خاموش نہ ہو جائے) وغیرہ تو ان کے متعلق امام نووی لکھتے ہیں کہ "حرمت غنا کے متعلق ایسی کوئی روایت بھی صحیح نہیں"۔ امام سخاوی نے بھی "مقاصد حسنہ" میں ان احادیث کے متعلق جو زبان زد عوام ہیں فرماتے ہیں کہ "بعض فقہا نے حرمت غنا کی جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ صحیح نہیں بلکہ ان کی کوئی اصل نہیں"۔ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں "حرمت غنا کے متعلق جن روایات سے بعض متاخرین نے استدلال کیا ہے وہ ثابت نہیں اور ان کی کوئی اصلیت نہیں کیونکہ اگر ایسی کوئی حدیث بھی صحیح ہوتی تو مجتہدین کرام بھی اس کو دلیل قرار دیتے صحیح، حسن تو کیا ضعیف حدیثیں بھی ایسی نہیں جن سے غنا کی حرمت

---

(۱) دلیل الطالب علی ارجح المطالب (۲) ان کے علاوہ سید مرتضیٰ زبیدی حنفی شارح احیاء علوم الدین، مولانا نور اللہ بھرانوی صاحب نغمہ مشتاق اور مولانا قاضی عبدالرحیم حنفی گجراتی شارح "خطبۂ قاموس" نے بھی حرمت موسیقی کی تمام روایات کو ضعیف اور ناقابل حجت قرار دیتے ہیں (بحوالہ "اسلام اور موسیقی" مصنفہ مولانا جعفر شاہ صاحب ندوی)۔

ثابت ہو جن حدیثوں سے یہ لوگ استدلال کرتے ہیں وہ ثابت نہیں وہ سب موضوع ہیں جن سے احکام میں دلیل نہیں لائی جا سکتی۔ ایسی حدیثوں کو نہ ابوحنیفہ نے لیا نہ شافعی نے نہ مالک نے قبول کیا نہ احمد بن حنبل نے۔ بلکہ جن دوسرے مذاہبِ فقہ کی پیروی ہوتی ہے ان کے ائمہ نے بھی ایسی روایات سے تمسک نہیں کیا۔ ایسی حدیثیں صرف ان لوگوں کے ہاں پائی جاتی ہیں جو ائمہ مذاہب سے بہت بعد کے ہیں۔ بلکہ ان کے پیروؤں کے بھی پیرو ہیں۔ اور ان پر احادیث کی صحت و سقم پرکھ سکنے کے بارے میں کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ابوبکر بن العربی ایسی تمام روایات کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ حرمتِ غنا کے متعلق کوئی روایت صحیح نہیں جن احادیث سے فقہا تمسک کرتے ہیں وہ سب کی سب موضوع ہیں۔ ابن طاہر بھی یہی فرماتے ہیں بلکہ بعض شافعیہ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حرمت غنا کی روایات صرف منکرین کی کتابوں میں ملتی ہیں[1]۔"

امام شعرانی فرماتے ہیں:

"سماع کے بارے میں علماء کی آراء مختلف فیہ ہیں۔ ان میں سے بعض تحریم کے قائل ہیں لیکن محققین اس تحریم کو اس بات پر محمول کرتے ہیں جب اس کے سننے سے حماقت، نفاق وغیرہ بیماریاں پیدا ہوں۔ امام ابوالفضل محمد بن طاہر بن علی مقدسی محدث نے اس مسئلہ پہ ایک کتاب لکھی ہے اور ان لوگوں کے دلائل کی تردید کی ہے جو اسے حرام ٹھہراتے ہیں بلکہ اس حدیث پر بھی جرح کی ہے جس سے حرمتِ مزامیر و غنا کا وہم پیدا ہو سکتا ہے اور اس سلسلہ میں ان محدثین کا ذکر بھی کیا ہے جنھوں نے حرمت کے قائل لوگوں پر جرح کی ہے پھر صحیح احادیث سے گانے، بانسری، دف، اور ستار وغیرہ کا جواز ثابت کیا ہے بلکہ دف کو سنت

---

(۱) ان کے علاوہ سید مرتضیٰ زبیدی حنفی شارح احیاء علوم الدین مولانا نور اللہ بکھرانوی صاحب نغمۂ عشاق اور مولانا قاضی عبدالرحیم گجراتی شارح "خطبۂ قاموس" بھی حرمتِ موسیقی کی تمام روایات کو ضعیف اور ناقابلِ حجت قرار دیتے ہیں (اسلام اور موسیقی)

بتایا ہے[1]:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"محدثین تو کہتے ہیں کہ حرمت غنا کے متعلق ایک حدیث بھی صحیح نہیں اور مشائخ کہتے ہیں جہاں اس کی ممانعت آئی بھی ہے تو وہی غنا ہے جو لہو و لعب سے وابستہ ہے فقہاء نے اس مسئلہ میں بڑے تشدد سے کام لیا ہے[2]۔"

پھر مدارج النبوت میں فرماتے ہیں:

"ایک مسلک تو فقہاء کا ہے جو غنا و مزامیر کے سخت منکر ہیں اور اس معاملہ میں تعصب اور غلو کا انداز اختیار کرتے ہیں بلکہ اس فعل کو گناہِ کبیرہ اور اس کے جواز کے عقیدہ کو کفر، زندقہ اور الحاد سمجھتے ہیں فقہا کا یہ طرز عمل زیادتی ہے اور اعتدال و انصاف کے مسلک سے باہر ہے اور دوسرا مسلک محدثین کا ہے جو کہتے ہیں کہ تحریم غنا کے متعلق کوئی صحیح حدیث یا نص صریح موجود نہیں اور جو کچھ ہے تو وہ یا موضوع ہے یا ضعیف[3]۔"

شیخ صاحب نے مسئلہ سماع پر بھی ایک رسالہ لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں:

"ایسی تمام روایات و آثار سے مراد اسی غنا کی حرمت ہے جس کا گانا یا سننا لہو و لعب کے طریقہ پر ہو اور غلط طریقہ پر انسان کو نفسانیت اور خواہش حرام کی طرف لیجائے دونوں طرف کے دلائل کا احترام کرتے ہوئے یہی تطبیق ہو سکتی ہے ویسے محدثین کو ان احادیث کی صحت میں بھی کلام ہے وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں اور اس باب میں ان کا یہی قول معتبر ہے[4]۔"

---

(۱) لطائف ج ۲ ص ۱۰۶ (۲) اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۹ (۳) مدارج النبوۃ ج اول ص ۲۴۵

(۴) رسالہ "ترویح الاسماع فی بیان احوال القوم واقوالہم فی السماع"